فیملی پلاننگ اور اسلام

ڈاکٹر محمد سلطان شاہ

شعبہ علومِ اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، لاہور

فیملی پلاننگ۔ معنی و مفہوم:

خاندانی منصوبہ بندی (Family Planning) سے مُراد یہ ہے کہ انسانی زندگی میں مصنوعی اور غیر فطری طریقے اختیار کر کے شرح ولادت کو کم کیا جائے تا کہ آبادی اور وسائل میں توازن قائم کر کے زندگی خوشحال بنائی جا سکے۔ انگریزی لغت میں فیملی پلاننگ کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"The concept or a program of limiting the size of families through the spacing or prevention of pregnancies." (1)

(وقفے یا حمل کی رکاوٹ کے ذریعے خاندانوں کی تحدید کا تصور یا پروگرام خاندانی منصوبہ بندی کہلاتا ہے)

ایک مرد اور عورت اپنے نئے خاندان کی بہتری کے لئے جو کچھ سوچتے ہیں اور اس کی بنیاد پر جو عملی قدم اُٹھاتے ہیں، وہ خاندانی منصوبہ بندی میں شامل ہیں۔ پہلے بچے کی تمہید کب باندھی جائے؟ دوسرے بچے کے لئے کب کوشش شروع کی جائے، بچوں کی تعلیم، صحت، تفریح اور دوسری ضروریات زندگی کے تمام پہلوؤں سے متعلق پلاننگ شامل ہے۔ مثلاً یہ کہ کسی جوڑے کے ہاں اولاد نہ ہو رہی ہو تو یہ نعمت حاصل کرنے کے لئے تگ و دو اور علاج معالجہ بھی فیملی پلاننگ کا ایک حصہ ہے (۲)

عام طور پر اس کا مطلب بچوں کی ایک مخصوص تعداد سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ایک اولاد کے بعد دوسری اولاد کے ہونے تک اتنا وقفہ رکھا جائے کہ کثرتِ اولاد والدین کی پریشانی کا سبب نہ ہو یعنی اولاد کی جسمانی و مادی پرورش اور روحانی واخلاقی تربیت میں انہیں معاشی و معاشرتی تنگی محسوس نہ ہو۔ گویا خاندانی منصوبہ بندی کا مقصد نسل کشی نہیں بلکہ نسل کشی یعنی اولاد کی پیدائش میں اعتدال قائم رکھنا ہے۔ (۳)

فیملی پلاننگ سے ملتی جلتی دو اور اصطلاحات بھی مستعمل ہیں، اِن میں ایک Planned Parenthood اور دوسری ضبط ولادت (Birth Control) ہے۔ اوّل الذکر کی تعریف اِن الفاظ میں کی جاتی ہے:

"Planned Parenthood are the methods and practices by which parents may regulate the number and frequency of their

children." (4)

ضبطِ ولادت(Birth Control) کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

"Birth Control is regulation of the number of one's children through the deliberate control or prevention of conception."(5)

(ضبط ولادت ایک شخص کا ارادی کنٹرول یا ضبطِ حمل کے ذریعے بچوں کی تعداد کی تنظیم ہے)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ فیملی پلاننگ یا اس کی مترادف اصطلاحات سے مراد بچوں کی پیدائش کی منصوبہ بندی ہے۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ اولاد کا قتل کیا جائے یا بالکل ہی اولاد پیدا نہ کی جائے۔

تاریخ ضبطِ ولادت: ازمنۂ قدیم سے مانعِ حمل طریقے دُنیا کے مختلف حصّوں میں رائج رہے ہیں تاہم اِن کا علم صرف حکماء اور پیشہ ور عورتوں کو ہی تھا۔اس راز سے غالباً دورِ زوال کی رومی عورتیں بھی باخبر تھیں جن کے بانجھ پن کو ہجو گو شعراء(Satirists) نے تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔(۶)ضبطِ ولادت کا سب سے پرانا ریکارڈ ایک قدیم مصری مخطوط Petrie Medical Papyrus میں ملتا ہے جو 1950 قبل مسیح یا اس سے بھی پہلے کا محررہ ہے۔یہ 1889ء میں کاہون سے دریافت ہوا تھا،اس لئے کاہون پیپرس(Kahun Papyrus) کہلاتا ہے۔اس میں دوسری تدابیر کے علاوہ شہد اور مگرمچھ کے فضلہ سے بنی ہوئی بتیوں (Pessaries) کے استعمال اور ایک قدیم دوائی Minnis سے اندام نہانی کو دھونی دینے کا مشورہ دیا گیا ہے اسی طرح 1550 قبل مسیح کے (Ebers papyrus) میں کیکر کی کونپلوں اور شہد کے مرکب کو عورت کی اندام نہانی میں بطور شیافہ استعمال کرنا بتایا گیا ہے(۷) Speert نے اس نسخہ کے استعمال میں کچھ حکمت تلاش کی ہے۔اس کے مطابق کیکر کے خمیر والے مرکب میں Lactic Acid ہوتا ہے جو بیسویں صدی کے وسط میں بطور مانع حمل استعمال ہونے والی کئی جیلیوں(Jellies) میں ایک اہم سپرم کُش جزو کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔(۸)

یورپ میں اس تحریک کی ابتداء اٹھارہویں صدی کے اواخر میں ہوئی۔اس کا پہلا محرک غالباً انگلستان کا پادری تھامس رابرٹ مالتھس Thomas Robert Malthus(1766-1834ء) تھا،جو بعد میں ماہر معاشیات بن گیا۔اُس نے حساب لگایا کہ زمین پر قابلِ سکونت جگہ محدود ہے اور اسی طرح معیشت کے وسائل بھی محدود ہیں،لیکن افزائشِ نسل غیر محدود ہے۔اگر نسل اپنی فطری رفتار کے ساتھ بڑھتی رہے تو زمین اس کے لئے تنگ ہو جائے گی،وسائل معاش کفایت نہ کر سکیں گے اور افزائش نسل کے ساتھ معیار زندگی پست ہوتا چلا جائے گا۔لہٰذا نسلِ انسانی کی خوش حالی،آسائش اور فلاح و بہبود کے لئے ضروری ہے کہ اس کی افزائش،وسائل معاش کی وسعت کے ساتھ متناسب رہے اور اس سے

آگے نہ بڑھنے پائے۔ اُس نے مشورہ دیا کہ بڑی عمر میں شادی کی جائے اور ازدواجی زندگی میں ضبطِ نفس سے کام لیا جائے۔ یہ خیالات پہلی دفعہ 1798ء میں اُس نے ایک رسالہ "آبادی اور معاشرے کی آئندہ ترقی پر اس کے اثرات (An Essay on Population and as it Effects the Future Imporvement of Society) میں پیش کئے تھے۔(۹)

اس کے بعد فرانسس پلاس (Francis Place) نے فرانس میں افزائشِ نسل کو روکنے کی ضرورت پر زور دیا مگر اُس نے دواؤں اور آلات کے ذریعے منعِ حمل کی تجویز پیش کی۔ اس رائے کی تائید میں امریکہ کے ایک مشہور ڈاکٹر چارلس نولٹن (Charles Nnowlton) نے 1833ء میں آواز بلند کی اس کی تصنیف "ثمراتِ فلسفہ "The Fruits of Philosophy") غالباً پہلی کتاب ہے جس میں منعِ حمل کے طبی طریقوں کی تشریح کی گئی تھی اور اُن کے فوائد پر زور دیا گیا تھا۔(۱۰)

1876ء میں مسز اینی بیسنت اور چارلس بریڈلا نے ڈاکٹر نولٹن کی کتاب "ثمرات فلسفہ" کو انگلستان میں شائع کیا۔ حکومت نے اس پر مقدمہ چلا دیا۔ مقدمہ کی شہرت نے عوام کو اس تحریک کی طرف متوجہ کر دیا۔ 1877ء میں ڈاکٹر ڈریسڈیل (Draysdale) کے زیرِ صدارت ایک انجمن قائم ہوگئی جس نے ضبطِ ولادت کی تائید میں نشر و اشاعت شروع کر دی۔ اس کے دو سال بعد مسز بیسنٹ کی کتاب قانون آبادی (Law of Population) شائع ہوئی جس کے ایک لاکھ پچھتر ہزار نسخے پہلے ہی سال فروخت ہو گئے۔ 1881ء میں یہ تحریک ہالینڈ، بیلجیم، فرانس اور جرمنی میں پہنچی اور اس کے بعد رفتہ رفتہ یورپ اور امریکہ کے تمام متمدن ممالک میں پھیل گئی۔(۱۱)

1878ء میں ہالینڈ میں ضبطِ ولادت کلینک قائم کرنے کی کامیابی الیٹا جیکبز (Aletta Jacobs) کو حاصل ہوئی۔ 1921ء میں اس جیسا ایک اور مطب Dr.M.Stapes کی کوششوں سے لندن میں قائم ہوا۔ 1916ء میں جب بروکلن میں مارگریٹ سینگر (Margaret Sanger) نے اپنا مطب کھولا تو پولیس نے اسے بند کروا دیا اور مسز سینگر کو بیس دن کے لئے جیل بھیج دیا لیکن ان رکاوٹوں سے بھی وہ وہ مایوس یا خوفزدہ نہ ہوئی اور اس نے سب سے پہلی ضبطِ ولادت تنظیم "Birth Control League" کے نام سے ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں قائم کی۔ 1923ء میں وہ اپنا مستقل مطب کھولنے میں کامیاب ہوئی۔(۱۲)

برتھ کنٹرول پروگرام 1960ء کی دہائی میں اقوام متحدہ کے ایجنڈے پر آیا- 1965ء میں پاپولیشن کمیشن بنا- 1974ء میں پاپولیشن کمشن بنا۔ 1974ء میں اقوام متحدہ کو اختیار دیا گیا کہ وہ آبادی کے بارے میں بین الاقوامی پالیساں تشکیل دے۔ 1974ء میں پہلی بین الاقوامی کانفرنس بخارسٹ میں،

1984ء میں دوسری کانفرنس میکسیکو میں، 1994ء میں تیسری کانفرنس قاہرہ میں اور 1995ء میں چوتھی کانفرنس بیجنگ میں ہوئی۔(۱۳) دسمبر 1967ء میں اقوام متحدہ کی ایک Policy Statement وضع کی گئی اور 136 میں سے تیس ممالک نے اس پر دستخط کئے جن میں سے ایک پاکستان بھی ہے۔(۱۴)

ضبطِ ولادت کے طریقے: ابوعثمان عمرو بن بحر الجاحظ (م 869ء) نے انسان اور دوسرے جانوروں میں یہ کہتے ہوئے فرق کیا ہے کہ انسان منعِ حمل کا عمل کر سکتا ہے جبکہ جانوروں کو یہ اختیار حاصل نہیں۔(۱۵) انسان قدیم زمانے سے ضبطِ اولاد کے کچھ طریقے استعمال کرتا رہا ہے۔ طبی سائنس کی ترقی کے عوض کئی نئے طریقے وضع کئے گئے ہیں۔ ابوالحسن محسن ابراہیم (۱۶) نے اِن تمام طریقوں کو دو اقسام میں بانٹا ہے۔

(الف) قابلِ تنسیخ طریقے (ب) نا قابلِ تنسیخ طریقے .

نا قابلِ تنسیخ طریقے: یہ طریقے مستقل نوعیت کے نہیں ہیں یہ بنیادی طور پر Barrier Methods ہیں جو سپرم (Sperm) کو بیضہ (Ovum) تک پہنچنے سے روکتے ہیں۔ اِن کی نوعیت میکانی (Mechanical) یا کیمیائی (Chemical) ہوتی ہے یا پھر اِن دونوں کو اکٹھے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل طریقے اس زُمرے میں آتے ہیں:

1۔ عزل (Coitus Interruptus): مباشرت بلا انزال فی الفرج ہے۔ یہ ایک قدیم طریقہ ہے جو عربوں میں بھی رائج تھا اس کے معنی بیان کرتے ہوئے علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ مرد اپنے پانی کو عورت کی فرج میں داخل ہونے سے علیحدہ کر لے۔(۱۷) علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی (855ھ) نے لکھا ہے کہ حمل سے بچنے کے لئے انزال کے وقت مرد کا اپنے آلہ کو فرج سے باہر نکال لینا عزل ہے۔(۱۸) عزل (Coitus Interruptus) کی تعریف ڈاکٹر منور احمد انیس نے اِن الفاظ میں کی ہے:

"Azl is the removal of the penis from the vagina just prior to ejaculation so that there is no sperm deposited inside the uterus. (19)

یہ طریقہ صرف عربوں میں ہی رائج نہ تھا بلکہ انیسویں صدی میں فرانس میں خاص طور پر اس کے دیہی علاقوں میں رائج تھا۔(۲۰) اس طریقے پر عمل کر کے انسان اپنی حد تک ضبطِ ولادت کی کوشش کر سکتا ہے جب اُسے مزید بچوں کی خواہش نہ ہو یا دو بچوں کے درمیان زیادہ وقفہ درکار ہو۔ اس کے مؤثر اور قابل استعمال ہونے کے متعلق ڈاکٹر احمد انیس رقمطراز ہیں:

"The repeated acts of 'azl may turn it into a method much safer than most of the chemical and mechamical

contraceptives."(21)

ڈایا فرام یعنی پردہ ڈالنا(Diaphragm): 1960ء کی دہائی کی ابتداء میں ڈایا فرام ایک مقبول مانع حمل طریقہ تھا- اسے سپرم کش مواد کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے جو Cervical Opening پرفٹ آتا ہے اور اس طرح سپرم کا داخلہ روک کر بارآوری (Fertilization) کے امکان کوختم کردیتا ہے۔سرویکل سوراخ (Cervical Opening) کے منہ کو ڈھانپنے کا مانع حمل طریقہ بہت پرانا ہے۔ یکسانی سے ڈھالی ہوئی افیون اس مقصد کے لئے استعمال کی جاتی تھی۔موجودہ دور میں سرویکل کیپ ایک پلاسٹک یا ربڑ کی بنی ہوتی ہے جس سے Cervix کے اوپر رکھنے سے سپرم اندر جانہیں سکتے۔(۲۲)

غلاف یا کنڈوم (Sheath or Condom): مصری مرد اپنے عضو تناسل پر رنگین غلاف کا استعمال 1400 قبل مسیح کیا کرتے تھے۔تاہم اِن کے بطور مانع حمل استعمال ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔ ایک اطالوی سائنسدان Gabriele Fallopio نے 1564ء میں ایک لینن کا غلاف ایجاد کیا جو کہ مرد کے عضو تناسل پر جنسی بیماریوں سے حفاظت کے خلاف استعمال کرنے کے لئے موزوں تھا۔ تاہم کنڈوم 1843ء میں Good Year Tyre کمپنی کے ربڑ ولکنائز کرنے کے بعد بننا شروع ہوئے۔اس کے استعمال کے ذریعے مرد کے مادہ منویہ (Semen) کو بیضہ تک پہنچنے سے روکا جاتا ہے-(۲۳) آج کل مختلف برانڈ کے کنڈوم دستیاب ہیں اِن میں ساتھی (Sathi)، ہمدم (Hamdam)، ٹچ (Touch)، ڈیوریکس ٹوگیدر (Durex Together) رف رائیڈر (Rough Rider) اور Durex Fetherlite قابل ذکر ہیں۔

مانعِ حمل گولیاں (The Contraceptive Pills): جو عورتیں یہ گولیاں استعمال کرتی ہیں- اُن کے ہاں اولاد کی ولادت نہیں ہوتی۔ یہ گولیاں صرف اس صورت میں موثر ثابت ہوتی ہیں جب یہ روزانہ باقاعدگی کے ساتھ کھائی جائیں-(۲۴) یہ گولیاں دراصل پروگیسٹوجین (Progestogen) ہوتی ہیں-

مانعِ حمل ٹیکہ (Contraceptive Injection): جو عورت اولاد پیدا کرنے کی خواہش مند نہ ہو تو وہ ایک ٹیکہ لگواتی ہے جو تین ماہ تک موثر ہوتا ہے۔اس کے بعد اُسے دوبارہ یہی ٹیکہ لگوانا پڑتا ہے۔یہ ٹیکہ Progestrogen ہوتا ہے۔

جھاگ دار گولیاں (Foaming Tablets): یہ گولیاں عورت اپنی اندام نہانی میں استعمال کرتی ہے۔دراصل اِن گولیوں کے ذریعے مادہ تولید کے اندر موجود سپرم کو ختم کردیا جاتا ہے۔(۲۵)

اسپنج (Sponge): یہ Polyurethane کی بنی ہوئی Device ہے، اس پر سپرم کش مواد

(Spermicide) لگا ہوتا ہے جو عام طور پر Nonoxynol-9 ہوتا ہے۔

جیلیاں یا کریمیں (Jellies or Creams): یہ بنیادی طور پر کیمیائی رکاوٹیں ہیں جو عورت اندام نہانی کے اندر استعمال کرتی ہے۔ ان کا کام سپرم کو مار دینا ہے۔ عام طور پر ان کو دیگر مانع حمل طریقوں کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے کنڈوم، ڈایا فرام وغیرہ۔ صرف کیمیائی مواد کے استعمال سے حمل کو روکنا مشکل ہوتا ہے۔ Vaginal Foam ایک سپرم کش کریم پر مشتمل ہوتی ہے جس کو ایک Applicator کے ذریعے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کریم کو Cervical Opening تک پہنچایا جاتا ہے تاکہ وہاں تک پہنچنے والا ہر سپرم ناکارہ ہو جائے۔(۲۶)

پلاسٹک کا چھلہ یا آئی۔یو۔ڈی (Intra Uterine Device or IUD): 1909ء میں ایک جرمن ڈاکٹر Richard Richter نے ایک device تیار کی جسے ایک چھلے کے گرد ریشم لپیٹ کر اُسے ایک کانسی کے تار کے ذریعے Cervical Opening پر رکھ دیا گیا جو IUD کے طور پر کامیاب ثابت ہوئی۔ 1930ء کی دہائی میں ایک اور جرمن ڈاکٹر Ernst Grafenberg نے رکٹر کی device کو دوبارہ دریافت کیا۔ 1950ء میں ایک جرمن سائنسدان نے ازسرِنو اس تکنیک کا پتہ چلایا۔ آج کل پانچ اقسام کی آئی۔یو۔ڈی مستعمل ہیں۔

(1) Copper-7 (2) Copper - T

(3) Lippes Loop (4) Progestaser-T

(5) Saf-T-Coil

IUD پلاسٹک یا دھات کی بنی ہوتی ہے جسے Cervical Opening کے ذریعے رحم (Uterus) میں رکھ دیا جاتا ہے۔ یہ نہ تو انڈے بننے کے عمل (Ovulation) کو اور نہ ہی سپرم اور بیضہ کے ادغام (Fertilization) کو روکتی ہے۔ تاہم یہ بارآور انڈے (Fertilized Ovum) کو رحم کی اندرونی سطح سے پیوست (Implant) نہیں ہونے دیتی اور اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔(۲۷)

ناقابل تنسیخ طریقے: ناقابل تنسیخ طریقے مستقل نوعیت کے ہیں اور ایک دفعہ ان کو اختیار کر لینے کے بعد دوبارہ اولاد پیدا کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل طریقے اس زمرے میں آتے ہیں:

نس بندی (Vasectomy): یہ مرد کا مانع حمل آپریشن ہے۔ نس بندی کے لئے عمل جراحی کے ذریعے وُہ دو نالیاں جن کے ذریعے مرد کے خصیوں (Testis) میں پیدا ہونے والے جرثومے (Sperms) مادہ منویہ (Semen) میں شامل نہیں ہو سکتے۔ ان نالیوں میں جرثوموں کا راستہ بند کر دیا جاتا ہے، ان نالیوں کو Vasa Deferentia کہتے ہیں۔ مرد میں سپرم پیدا کرنے کا عمل جاری

رہتا ہے۔لیکن وہ خصیوں کے بافتوں میں جذب ہو جاتے ہیں۔اس سے مرد کی مباشرت کرنے کی صلاحیت ختم نہیں ہوتی اور انزال ہوتا ہے،مرد کے مادہ منویہ میں سپرم نہ ہونے کی وجہ سے عورت حاملہ نہیں ہوسکتی۔اگرچہ آپریشن کے ذریعے ان نالیوں کو دوبارہ جوڑا جاسکتا ہے لیکن اس سے دوبارہ بچے پیدا کرنے کی صلاحیت کا بحال ہونا یقینی نہیں ہوتا۔ڈاکٹر منور احمد انیس کا خیال ہے کہ:

"Vasectomy should be considered irreversible".(28)

ڈاکٹر کلاؤوڈ کہتے ہیں کہ بہت سے ماہرین کی رائے ہے کہ نس بندی کو نا قابلِ تنسیخ طریقہ تصور کرنا چاہیئے۔کچھ ڈاکٹر ایسے بھی ہیں جنہوں نے عرق دافق (Vasa Deferentia) کے منقطع سروں کو از سرِنو جوڑے کے فن میں تخصص حاصل کیا ہے۔ایسا انہوں نے ان مریضوں کی درخواستوں کے جواب میں کیا جنہوں نے اپنی تولیدی صلاحت بحال کرانے کا فیصلہ کیا ہے۔اِن میں سے کچھ ڈاکٹروں نے زبردست کامیابی کی رپورٹ دی ہے،یعنی پچاس فیصد یا اس سے زیادہ مریضوں میں مادہ تولید کا اخراج بحال ہو گیا پھر بھی تولیدی صلاحت کی واپسی کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔اس لئے جو مریض بعد میں اپنا فیصلہ بدل دیتے ہیں،وہ عام طور پر آپریشن کے لئے موزوں نہیں ہوتے۔(۲۹)

آختگی (Castration): آختگی میں خصیوں کو نکال دیا جاتا ہے۔خصیے نہ صرف مادہ تولید پیدا کرتے ہیں بلکہ مذکر ہارمون بھی بناتے ہیں جو مرد کی مردانگی اور اس کی جنسی خواہش کو باقی رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔آختگی میں خصیوں کو نکال دینے کے باعث جنسی صلاحیت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔

گرہ بندی(Tubal Ligation): یہ طریقہ عورت کے لیے مستعمل ہے۔اس میں Fallopian Tubes کو کاٹ دیا جاتا ہے یا باندھ دیا جاتا ہے یا انہیں بند کر کے بیضہ دانی (Ovary) اور رحم (Uterus) کے درمیان بیضہ (Ovum) کی حرکت کو ناممکن بنا دیا جاتا ہے۔جو اس نس بندی کو ختم کر کے نالی کو اصلی حالت میں لانا چاہتے ہیں،اُن کی کامیابی کا سو فیصد امکان نہیں ہوتا۔اب ایک نیا طریقہ دریافت کیا گیا ہے جس میں عورت کی بچے پیدا کرنے کی صلاحیت کو واپس لوٹایا جاسکتا ہے۔اس طریقے کا آغاز اٹلی کے ماریہ وکٹوریہ ہسپتال میں Igno Terzi نے کیا ہے۔جس میں نالیوں کو کاٹنے اور باندھنے کے بجائے سرجن صرف ان کے سروں کو بیضہ دانی سے دور ہٹا دیتا ہے اور انہیں Peritoneum کے ساتھ سی دیتا ہے۔یہ عمل عورت کو دوبارہ ماں بننے کی صلاحیت سے محروم نہیں کرتا بلکہ جب ضرورت ہو،دوبارہ آپریشن کے ذریعے نالیوں کو صحیح مقام پر کر دیا جاتا ہے۔(۳۰)

اخراج رحم(Hysterectomy): یہ ایک ایسا آپریشن ہوتا ہے جس کے ذریعے عورت کے تولیدی اعضاء دونوں بیضہ دانیاں،نالیاں،رحم اور سروکس کو یا اِن میں سے بعض اعضاء کو نکال دیا جاتا

ہے اور عورت مکمل طور پر بچے پیدا کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتی ہے۔(۳۱)

ضبطِ ولادت قرآن مجید کی روشنی میں:

قرآن مجید میں کوئی ایسی آیتِ مبارکہ نہیں جس میں ضبطِ ولادت کا حکم دیا گیا ہو یا اس سے روکا گیا ہو۔ تاہم بعض آیات سے مفسرین کرام اور علماء کرام نے اپنی فہم و فراست کے مطابق نتائج اخذ کئے ہیں۔ حامیانِ خاندانی منصوبہ بندی نے درج ذیل آیات سے فیملی پلاننگ کا جواز ثابت کیا ہے:

''نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ. (البقرۃ۲:۲۲۳)

تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں سو تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔

اس آیت کی تفسیر میں مشہور عالم امام فخر الدین رازی (۵۴۳-۶۰۶) رقمطراز ہیں:

"قال ابن عباس المعنى ان شاء عزل وان شاء لم يعزل وهومنقول عن سعيدبن المسيّب"(۳۲)

(عبداللہ بن عباس اس آیت کے یہ معنی بتاتے ہیں کہ اگر چاہے تو عزل کرے اور چاہے تو نہ کرے اور یہی تفسیر سعید بن المسیّب سے بھی منقول ہے)

امام ابوبکر الجصاص اپنی تفسیر احکام القرآن میں کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کا خیال تھا کہ قرآن کی اس آیت کا مطلب ہے کہ اگر تمہاری خواہش ہے تو تم اپنی بیوی کے ساتھ عزل کر سکتے ہو۔(۳۳)

سیّد قدرۃ اللہ فاطمی اس آیت کے متعلق رقمطراز ہیں:

''قرآن حکیم نے میاں بیوی کے جنسی فعل کے ذکر کے فوراً بعد ارشاد فرمایا ''وقدموا لانفسكم ''جس کا بہت خوبصورت ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادرؒ نے یوں فرمایا ہے ''اور اپنے واسطے آگے کی تدبیر کرو''۔ یعنی قرآن حکیم کو جنسی فعل کے طریقوں سے بحث نہیں۔ وہ تو یہ یاد دلانا چاہتا ہے کہ زندگی کا یہ اہم ترین فعل اپنے ساتھ گراں بار ذمہ داریاں لاتا ہے جن کے واسطے مستقبل کی تدبیریں ضروری ہیں۔ اسی لئے وہ کہتا ہے کہ'' اپنے واسطے آگے کی تدبیریں کرو''۔(۳۴)

دیگر مترجمین نے اس کا ترجمہ ''اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو'' کیا ہے اور انہوں نے اس آیت کو اس طرح سمجھا ہے ''ان لذتوں میں ہی نہ کھو جاؤ بلکہ اپنی آنے والی زندگی کے لئے نیک اعمال کا توشہ جمع کرتے رہو۔''(۳۵)

قرآن مجید میں یہ اُصول بتایا گیا کہ اگر تم ایک سے زیادہ نکاح کرنا چاہو تو ان کی زیادہ سے زیادہ حد چار ہے۔ نیز ایسا کرنے کے لیے تمہیں اپنی ازواج میں عدل کرنا ہوگا اور اگر ایسا کرنے پر

قدرت نہیں رکھتے تو ایک ہی نکاح تک خود کو محدود رکھو اس سلسلے میں قرآنی حکم ملاحظہ ہو:

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً (النِّسآء۴:۳)

اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم ان (ایک سے زیادہ بیویوں) میں عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی (نکاح کرو)

اسی آیت کا اگلا حصّہ یوں ہے:

ذٰلِکَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا (یہ زیادہ قریب ہے اس کے تم ایک طرف ہی نہ جھک جاؤ)

الّاتعولوا کا ایک معنی امام شافعیؒ سے یہ منقول ہے۔ الاتعولوا ای لاتکثروا عیالکم کہ تمہارے بال بچے زیادہ نہ ہو جائیں یعنی اگر تم ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو گے تو کثرت اولاد پریشان نہیں کرے گی۔(۳۶)

یُرِیْدُاللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ (البقرہ۲:۱۸۵)

(اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا)

سیّد قدرۃ اللہ فاطمی کے نزدیک ازدواجی زندگی کا مقصد سکون، محبت اور رحمت کا حصول ہے وہ آیت مبارکہ (الروم۳۰:۲۱) کی رُو سے فقط اولاد ہی پیدا کرنے کو شادی کا مدعا نہیں سمجھتے۔(۳۷)

خاندانی منصوبہ بندی کی مخالفت کرنے والے علماء کرام نے متعدد آیات نقل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ضبطِ ولادت قرآنی تعلیمات کے منافی ہے۔ اس سلسلے سب سے زیادہ ان آیات کا حوالہ دیا جاتا ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُھُمْ وَاِیَّا کُمْ ط اِنَّ قَتْلَھُمْ کَانَ خِطْاً کَبِیْرًا (بنی اسرائیل۱۶:۳۱)

(اور اپنی والاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم انہیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی، بے شک اِن کا قتل بڑی خطا ہے۔)

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَاِیَّاھُمْ (الانعام۶:۱۵۱)

(اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے باعث، ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے)

ان میں مفلسی کے خوف سے بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت کا حکم ہے جو غریب ہونے کے باعث اپنی اولاد کو قتل کر دیتے ہیں۔ اہل عرب جو اپنی بچیوں کو زندہ در گور کر دیتے ہیں اُنہیں اس حرکت سے روکا گیا ہے۔ قیامت کے دن زندہ در گور کی جانے والی بچی سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں کس جرم کی پاداش میں تیرے باپ نے قتل کر دیا تھا۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے:

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ○ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ. (التکویر ۸۱:۸۔۹)

(اور جب زندہ دبائی ہوئی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس خطا پر ماردی گئی۔)

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَھُمْ سَفَھًا بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَھُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَی اللّٰهِ. (الانعام ۶:۱۴۰)

(یقیناً نقصان اٹھایا جنہوں نے حماقت سے بغیر جانے اپنی اولاد کو قتل کیا اور حرام کرلیا اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھ کر جو رزق انہیں دیا تھا)

آخر الذکر آیت میں سیّد ابوالاعلیٰ مودودی کے مطابق قتل اولاد کے ساتھ نعمتِ تناسل کو اپنے لیے حرام کر لینے کا نتیجہ بھی خسران بتایا گیا ہے۔(۳۸)

مولانا محمد تقی عثمانی نے بھی ان آیات کے ذریعے ضبطِ ولادت کو اولاد قتل کی ہی ایک شکل قرار دیا ہے(۳۹) لیکن حامیانِ ضبط ولادت کا موقف یہ ہے کہ ان آیات میں قتلِ اولاد سے منع کیا گیا ہے نہ کہ ضبطِ ولادت سے۔ضبطِ ولادت میں شوہر اور اس کی زوجہ کو کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے جس میں دونوں کا مادہ تولید ایک دوسرے سے ملنے نہیں دیا جاتا۔ یہاں یہ بھی واضح کرنا ضروری ہے کہ مادۂ تولید کا ضیاع ہرگز قتل اولاد نہیں ہے۔ابوالحسن محسن ابراہیم نے ضبط ولادت کو قتل اولاد کی ایک صورت قرار دینے کی تردید کرتے ہوئے واضح کیا ہے:

''منع حمل میں قتل کا ارتکاب نہیں ہوتا اور نہ ہی مفروضہ بچہ کا کوئی وجود ہوتا ہے۔ یہ ایک جانی بوجھی حقیقت ہے کہ استقرارِ حمل کے عمل میں صرف ایک جرثومہ بیضۂ نسواں کو بار آور کرنے میں کامیاب ہوتا ہے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ بقیہ تمام جرثومے جو بالآخر ختم ہو جاتے ہیں، مردہ بچے ہیں؟''(۴۰)

اس سلسلہ میں علامہ غلام رسول سعیدی شارح صحیح مسلم رقمطراز ہیں:

''موجودہ دور میں ضبط تولید اور خاندانی منصوبہ بندی کے جو طریقے رائج ہیں ان میں سے کوئی طریقہ بھی قتل ولد کی تعریف میں نہیں آتا کیونکہ ولد تو نطفہ کے استقرار کے نو ماہ بعد وجود میں آتا ہے اور ضبطِ تولید کا عمل استقرار نطفہ کے وقت کیا جاتا ہے جب ولد کا کسی قسم کا وجود نہیں ہوتا۔پس جب ولد ہی نہیں ہے تو قتل ولد کا کیسے تحقیق ہوگا؟''(۴۱)

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم نے لکھا ہے کہ اگر ایک جرثومہ حیات کو ضائع کرنا ناجائز ہوتا تو سرے سے وظیفۂ ازدواج ہی کو ناجائز قرار دے دیا جاتا کیونکہ ہر بار کئی ارب جرثومہائے حیات ضائع ہوتے ہیں اور استقرارِ حمل کے بعد تو بلاشبہ اربوں جراثیم حیات ضائع ہی جاتے ہیں۔پس یہ یقینی طور پر جاننے

کے باوجود جس کا ہمیں کوئی علم نہیں، سرے سے وظیفہ زوجیت ہی کو ناجائز ہونا چاہیئے۔آگے چل کر استفہامیہ انداز میں سوال اٹھاتے ہیں:

''اگر واقعی جرثومہ حیات کو ضائع کرنا قتلِ اولاد ہےتو ہر وظیفۂ زوجیت کے بعد والدین کو اپنی اربوں اولاد کے ضائع ہونے پر ماتم کرنا چاہیئے اور پھر اگر جراثیم حیات کو ضائع کرنا بھی قتل اولاد کے جرم میں داخل ہوتا تو قرآن عزل کرنے والوں کو قاتلین اولاد قرار دیتا''(۴۲)

ضبطِ ولادت احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

حدیث لٹریچر میں اُس عہد میں ضبط ولادت کے مروجہ طریقے عزل کے بارے میں متعدد روایات ملتی ہیں۔ان میں سے بعض میں عزل کی اجازت کا جواز ملتا ہےاور بعض میں اسے ناپسندہ قرارا دیا گیا ہے۔تاہم کسی روایت میں اس سے منع نہیں کیا گیا۔یہ احادیث یہاں نقل کی جارہی ہیں۔

1) حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ، روایت کرتے ہیں۔

كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.(۴۳)

(ہم آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عزل کیا کرتے تھےاور قرآن مجید نازل ہوتا رہتا ہے)

یہی مضمون دوسری روایت میں حضرت جابر سے یوں روایت کیا گیا ہے۔

كُنَّانَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ.(۴۴)

ہم آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عزل کیا کرتے تھےاور قرآن نازل ہوتا رہتا تھا۔

مراد صحیح مسلم شریف میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہم رسول ﷺ کے زمانے میں عزل کرتے تھے۔نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے ہمیں اس سے منع نہیں فرمایا(۴۵)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ:

اولاً صحابہ کرام عزل کیا کرتے تھے۔ثانیاً عہد رسالت میں جبکہ نزول قرآن جاری تھا عزل پر عمل ہو رہا تھا۔اگر یہ جائز نہ ہوتا تو اس سے روک دیا جاتا جیسا کہ سفیان نے کہا اگر عزَل بُرا کام اور ممنوع ہوتا تو قرآن ہم کو اس سے روک دیتا۔(۴۶)

2) حضرت ابوسعید خُدری سے روایت ہے کہ ہم رسول کے ساتھ غزوہ بنومصطلق میں گئے اور ہم نے عرب کی معزز عورتوں کو قید کرلیا،ہمیں عورتوں سے الگ ہوئے کافی دن گذر چکے تھے،ہم نے چاہا کہ مشرکین سے فدیہ لے کر ان عورتوں کو چھوڑ دیں اور ہم نے یہ بھی چاہا کہ ان عورتوں سے فائدہ بھی حاصل کریں اور عزل کرلیں۔پھر ہم نے سوچا کہ ہم عزل کر رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود ہیں۔ہم نے رسولِ اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لَاعَلَیْکُمْ اَلَّاتَفعَلُوْامَاکَتَبَ اللّٰہُ خَلْقَ نَسْمَۃٍھِی کَآئِنَۃُاِلٰی یَومِ الْقِیٰمَۃِ. (۴۷)

(تم ایسا نہ کرو پھر بھی حرج نہیں کیونکہ قیامت تک اللہ تعالیٰ نے جس روح کے پیدا ہونے کے بارے میں لکھ دیا ہے وہ پیدا ہو کر رہے گی)

3) حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

مَامِنْ کُلِ الْمَآءِ یَکُوْنُ الْوَلَدُوَاِذَااَرَادَاللّٰہُ خلْقَ شَیْءٍ لَّمْ یَمْنَعُہُ شَیْءٌ(۴۸)

(ہر پانی (نطفہ) سے بچہ پیدا نہیں ہوتا اور جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہے تو اُسے کوئی چیز روک نہیں سکتی)

4) حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میری ایک باندی ہے جو ہمارے گھر کا کام کاج کرتی ہے اور پانی لاتی ہے اور میں اس سے مقاربت کرتا ہوں اور اس کے حاملہ ہونے کو ناپسند کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

اعْزِلْ عَنْھَا اِنْ شَئْتَ فَاِنَّہٗ سَیَاْتِیْھَا مَا قُدِّرَلَھَا. (۴۹)

(اگر تم چاہو تو اس سے عزل کرلو، لیکن جو تقدیر میں ہے وہ ہو کر رہے گا)

کچھ دنوں کے بعد وہ شخص آیا اور کہنے لگا کہ باندی حاملہ ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تم سے کہا تھا کہ جو تقدیر میں ہونے والا ہے۔ وہ ہوگا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب اُس شخص نے حضور ﷺ کو اپنی باندی کے حاملہ ہونے کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ. (۵۰) (میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔)

5) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے

نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہُ ﷺ اَنْ یَّعْزِل عَنِ الْحُرَّۃِ اِلَّا بِاِذْنِھَا .(۵۱)

رسول اللہ ﷺ نے آزاد عورت کے ساتھ اس کی مرضی کے بغیر عزل سے منع فرمایا

6) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیوں؟ اس شخص نے کہا کہ گود کے بچے کے ضرر سے ایسا کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ فعل مضر ہوتا تو اس سے روم اور فارس والوں کو ضرر ہوتا۔ (۵۲)

7) حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَذِنَ فِی الْعَزْلِ(۵۳)

(رسول خدا ﷺ نے عزل کی اجازت دی ہے)

8) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ' بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے عزل کا تذکرہ کیا گیا، آپ نے ارشاد فرمایا تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ اور یہ نہیں فرمایا کہ یہ نہ کرو کیونکہ جو نفس بھی پیدا ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پیدا کر کے رہے گا۔ (۵۴)

اس حدیث میں وَلَمْ يَقُلْ فَلا يَفْعَلُ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔

9) ترمذی شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ' سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم عزل کرتے ہیں اور یہود کہتے ہیں کہ عزل کرنا الْمُئُوْدَةُ الصُّغْرىٰ ہے یعنی لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی چھوٹی صورت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا:

كَذَبَتِ الْيَهُوْدُ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْلُقَهُ لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ.

(یہود نے غلط کہا، بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا (۵۵)

10) حضرت جُدامہ بنت وھب اسدیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں کچھ آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اُس وقت آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ دودھ پلانے والی عورتوں کے ساتھ جماع سے منع کروں پھر میں دیکھا کہ روم اور فارس دودھ میں دودھ پلانے والی عورتوں کے ساتھ جماع کرتے ہیں اور اس سے ان کی اولاد کو ضرر نہیں ہوتا پھر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ذٰلِكَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ۔ (۵۶) یہ چھوٹی طفل کشی (زندہ درگور کرنا) ہے۔

آخری دونوں حدیثوں میں واضح تعارض ہے ایک حدیث میں یہود کے عزل کو مؤد ۃ الصُّغریٰ قرار دینے پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ یہود غلط کہتے ہیں لیکن دوسری روایت میں آپ ﷺ خود عزل کو وأد خفی فرمایا۔ علماء کرام نے ان دونوں حدیثوں میں تعارض کی بہت سی تاویلات پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس موقع پر امام ابن حجر عسقلانی کا تبصرہ ملاحظہ ہو جو انہو ں نے صحیح البخاری کی مشہور شرح فتح الباری میں کیا ہے۔

۱) اُنہوں نے لکھا ہے کہ کچھ محدثین جذامہ کی روایت کردہ حدیث کو اس حقیقت کے پیش نظر ضعیف قرار دیتے ہیں کہ یہ اس مسئلہ پر موجود بہت ساری دوسری حدیثوں کی مخالفت کرتی ہے۔ علماء یہ

سوال بھی اٹھاتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہودیوں کے قول کو ایک جگہ غلط قرار دیں او رپھر دوسرے موقع پر اس کی حمایت کریں۔

۲) ابن حجر کہتے ہیں کہ کچھ محدثین جذامہ والی حدیث کو متروک قرار ادیتے ہیں۔

۳) ابن حجر استدلال کرتے ہیں کہ ابن حزم جذامہ کی حدیث کی طرف زیادہ مائل تھے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اس حدیث کو پچھلی تمام حدیثوں کی ناسخ سمجھتے تھے جن میں عزل کی اجازت دی گئی ہے۔

۴) ابن حجر ابن قیم الجوزیہ کی رائے نقل کرتے ہیں کہ یہودیوں کے قول کی تغلیط اس حقیقت کے پیش نظر کی گئی تھی کہ ان کے خیال میں عزل کی صورت میں استقرار حمل نہیں ہوگا اس لیے وہ اسے طفل کشی یا نسل کشی کے ہم پلہ سمجھتے تھے۔ یہودیوں کی تردید کی گئی اور انہیں بتایا گیا کہ اگر اللہ چاہے تو عزل لازمی طور سے استقرار حمل کو روک نہیں سکتا۔اس لئے عزل کو حقیقی طفل کشی نہیں گردانا جاسکتا۔جذامہ کی حدیث میں عزل کو چھوٹی طفل کشی قرار دیا گیا ہے کیونکہ عزل کا عامل اپنی بیوی کو حاملہ ہونے سے روکتا ہے اس کا یہ عمل طفل کشی کے مساوی ہے لیکن دونوں میں فرق ہے۔طفل کشی ایک براہِ راست اور بالقصد فعل ہے، اس میں ارادہ اور عمل دنوں کا دخل ہوتا ہے۔جب کہ عزل میں صرف یہ نیت ہوتی ہے کہ مزید اولاد نہیں چاہیے۔غالباً اسی لئے عزل کو چھوٹی طفل کشی کہا گیا ہے۔(۵۶۔الف)

عزل زندہ درگور سمجھنا درست نہیں۔اس سلسلے میں عبداللہ بن عدی کی ایک روایت قابل ذکر ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عزل کا ذکر چھیڑا اور اس میں باہم اختلاف کرنے لگے تو حضرت عمر بولے کہ تم اہل بدر بہترین (صحابہ) ہو کر اختلاف کرتے ہو تو تمہارے بعد کے لوگوں کا کیا حال ہوگا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ کہہ ہی رہے تھے) کہ اچانک دو شخص سرگوشی کرنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سرگوشی کیسی؟ کسی نے کہا کہ یہود ایسا خیال کرتے ہیں کہ عزل چھوٹا زندہ درگور کرنا ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ بولے کہ عزل زندہ درگور کرنا نہیں ہوسکتا۔جب تک کہ اس پر سات دور نہ گزر جائیں۔اور یہ آیت پڑھی **ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین**۔۔۔۔۔۔۔۔۔آخر تک یعنی احسن الخالقین۔(۵۶۔ب)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے حضرت علی کے قول کو پسند کیا وار فرمایا جزاک اللہ خیراً۔پس حضرت علی نے خبر دی کہ زندہ درگور کیا ہوا وہی ہوتا ہے جس میں پہلے روح پھونکی جاچکی ہو اور جس میں روح نہ پھونکی گئی ہو وہ بے جان ہے، زندہ قبر میں رکھا گیا نہیں۔(۵۷)

اس روایت کی مزید تفصیل فتح القدیر میں ہے کہ حضرت عمر کے پاس علی زبیر بن عوام، سعد بن ابی وقاص اور کچھ دوسرے صحابہ بیٹھے تھے کہ عزل کا ذکر چھڑ گیا سب نے کہا اس میں کوئی مضائقہ

نہیں۔ حضرت علی نے فرمایا کہ ''یہ مؤودہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس پر سات دور نہ گذر جائیں۔
ان سات ادوار کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ المؤمنون کی آیات میں کیا گیا ہے۔ یہ مراحل درج ذیل ہیں:

(۱) سلالۃٌ من طین (۲) نطفۃ (۳) علقۃ (۴) مضغۃ
(۵) عظاماً (۶) لحماً (۷) خلقاً آخر

حضرت عمر نے یہ استدلال سُن کر فرمایا'' آپ نے صحیح کہا۔ اللہ آپ کی عمر دراز کرے''
(۵۹) واُدِ خفی کے حوالے جدامہ والی حدیث کے متعلق امام محمد بن علی الشوکانی (۱۱۷۳-۱۲۵۰) رقمطراز ہیں:

و منهم من ضعّف حديث جدامة هذاالمعارضته لماهوا كثرمنه طرقا

چونکہ یہ حدیث جرامہ دوسری بہت سی صحیح الاسناد احادیث سے متصادم ہوتی ہے۔ اس لئے بعض ائمہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔(۶۰)

عزل کے متعلق صحابہ کرام کی رائے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ آزاد عورت کے ساتھ اس کی اجازت سے اور باندی کے ساتھ بلا اجازت عزل کو جائز سمجھتے تھے۔(۶۱) مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی ایک باندی کے ساتھ عزل کیا کرتے تھے۔(۶۲) اگر عورت آزاد ہو تو حضرت عمر کے نزدیک اُس کے ساتھ عزل کرنا مکروہ ہے آزاد عورت کے ساتھ عزل کرنے پر حضرت عمر نے اپنے بعض بیٹوں کو مارا تھا''۔(۶۳)

علامہ عینی نے بخاری کی شرح میں فرمایا ہے:

''اس عمل کی کراہت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، ابن عمر اور ابوامامہ سے مروی ہے ابراہیم نخعی
''سالم بن عبداللہ، اسود بن یزید اور طاؤس فرماتے ہیں کہ عزل مکروہ ہے''(۶۴)

ابومحمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ المتوفی ۶۲۰ھ لکھتے ہیں:

''رويت كراهةعن عمروعلى وابن عمروابن مسعودوروى ذلك عن ابى بكرالصديق..........ورويت الرخصةفيه عن على وسعدبن ابى وقاص وابى ايوب(الانصارى)وزيدبن ثابت وجابروابن عباس والحسن بن على وخباب بن الارت وسعدبن المسيب وطاؤس والنخعى و مالك والشافعى واصحاب الرائ''(۶۵)

حضرت عمر، علی، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن مسعود اور نیز حضرت ابوبکر صدیق سے عزل کی کراہت مروی ہے اور حضرت علی، سعد بن ابی وقاص، ابو ایوب انصاری، زید بن ثابت، جابر بن

عبداللہ، عبداللہ بن عباس، حسن بن علی خباب بن ارت، سعید بن المسیب، طاؤس ابراہیم نخعی، مالک، شافعی اوراصحاب الرائے سے عزل کی رخصت مروی ہے۔

موطا امام محمد روایت میں نقل کی گئی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص عزل کرتے تھے (٦٦)
اسی طرح حضرت ابوایوب کی والدہ ام ولد نے روایت کی ہے کہ ابوایوب عزل کرتے تھے۔(٦٧)
ایک یمنی شخص نے حضرت زید بن ثابت سے پوچھا ''اے ابوسعید! میری چند کنیزیں ہیں، میری بیویوں سے زیادہ خوبصورت ہیں لیکن میں نہیں چاہتا کہ وہ مجھ سے حاملہ ہوں تو انہوں نے کہا وہ تمہاری کھیتی ہیں چاہو اسے خشک رکھو اور چاہو سیراب کرو۔(٦٨)

عزل اور مذاہب اربعہ:

عزل اور مالکی مسلک: امام مالکؒ (متوفی ۱۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ کوئی شخص آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل نہ کرے اور اپنی باندی سے بغیر اجازت کے عزل کرنے میں کوئی حرج نہیں اور جس شخص کے نکاح میں کسی قوم کی لونڈی ہو وہ ان کی اجازت کے بغیر عزل نہ کرے۔(٦٩)

علامہ الد سلیمان بن خلف باجی مالکی اُندلسی م۴۹۴ھ لکھتے ہیں کہ امام مالک نے جو ذکر کیا ہے فقہا کی ایک جماعت کا قول یہی ہے کیونکہ عورت کو لذت اندوزی اور طلب نسل دونوں کا حق ہے اور جب مرد کے لئے جائز نہیں ہے کہ عورت سے وطی سے اجتناب کرے تو وطی کی تکمیل سے اجتناب کرنا بھی جائز نہیں ہے اور مالک اپنی لونڈی سے سرے سے وطی نہ کرے تو یہ جائز ہے اس لئے اس سے عزل کرنا بھی جائز ہے اور جو کسی شخص کی لونڈی ہو اس کے مالکوں کا حق اس لونڈی سے اولاد سے متعلق ہوتا ہے اس لئے وہ ان کی اجازت کے بغیر اس سے عزل نہیں کرسکتا۔(٧٠)

عزل اور حنفیہ مسلک: امام محمدؒ کہتے ہیں اسی پر ہمارا عمل ہے ہم کنیز سے عزل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے لیکن آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل نہ کرنا چاہیے۔(٧١)

علامہ کاسانیؒ لکھتے ہیں کہ اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر شوہر کا عزل کرنا مکروہ ہے کیونکہ مباشرت کے نتیجہ میں انزال تولید کا سبب ہے اور بیوی کا یہ حق ہے کہ اس سے اولاد پیدا ہو۔ عزل بچہ کی پیدائش سے روکتا ہے اور اس طرح بیوی کے حق کی نفی ہوتی ہے۔ لیکن اگر عزل کا عمل اس کی اجازت کے بعد کیا جاتا ہے تو وہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ اس نے اپنا حق ضائع کرنے کی اجازت دے دی ہے۔(٧٢)

علامہ ابوالحسن علی بن عبدالجلیل مرغینانی حنفی م۵۹۳ھ نے لکھا ہے کہ اپنی لونڈی سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرسکتا ہے اور بیوی سے اجازت لئے بغیر عزل نہ کرے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی سے بلا اجازت عزل کرنے سے منع فرمایا ہے اور لونڈی کے مالک سے فرمایا اگر چاہو تو

عزل کرلواوراس لیے کہ وطی آزاد بیوی کا حق ہے تا کہ اس کی شہوت پوری ہواوراولاد کا حصول ہو یہی وجہ ہے کہ اگر شوہر نامرد ہو تو وہ نکاح فسخ کرا سکتی ہے اور لونڈی کا وطی میں کوئی حق نہیں ہے۔اس لئے اس سے بلا اجازت وطی کرسکتا ہے۔(۷۳)

عزل اور شافعی مسلک: اس مسلک کے ایک جید عالم اور شارح صحیح مسلم امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ فعل مکروہ ہے چاہے عورت اجازت دے یا نہ دے۔البتہ اگر بیوی اجازت دے دے تو یہ حرام نہیں ہے لیکن اگر وہ اجازت نہ دے تو اس سلسلہ میں دو رائیں ہیں ایک یہ کہ یہ حرام ہے اور دوسرے یہ کہ حرام نہیں ہے صحیح رائے یہی ہے کہ یہ حرام نہیں ہے۔(۷۴)

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث میں ہے ''رسول اللہ ﷺ کے سامنے عزل کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم عزل کیوں کرتے ہو؟ یہ نہیں فرمایا عزل نہ کیا کرو۔اس حدیث میں اشارہ ہے کہ آپ ﷺ نے عزل کو صراحت سے منع نہیں فرمایا۔صرف یہ اشارہ فرمایا ہے کہ عزل کو ترک کرنا ہے۔(۷۵)

عزل اور حنبلی مسلک: اس مکتب فکر کے ایک فقیہ ابن قدامہ کہتے ہیں کہ کسی سبب کے بغیر عزل کرنا مکروہ ہے لیکن یہ حرام بہر حال نہیں ہے عزل آزاد عورت کی مرضی کے بغیر نہیں کرنا چاہیے۔(۷۶)

ابن قدامہ متوفی حنبلی (م ۶۲۰ھ) لکھتے ہیں ''امام احمد فرماتے ہیں کہ اپنی باندی سے اس کی اجازت لئے بغیر عزل کرنا جائز ہے امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا بھی یہی قول ہے کیونکہ لونڈی نہ وطی کا حق رکھتی ہے نہ اولاد کا اور اپنی آزاد بیوی سے اس کی کے بغیر عزل نہ کرے، بیوی سے اجازت لینے میں امام احمد کے قول کی دو تفسیریں ہیں اجازت وجوب اور استحباب، استحباب کی وجہ یہ ہے کہ بیوی کا حق وطی ہے نہ کہ انزال، اجازت لینے کی دلیل یہ ہے کہ مسند احمد اور سنن ابن ماجہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنے سے منع فرمایا ہے۔(۷۷)

امام ابو الفرج زین الدین رجب حنبلی (م ۷۹۵ھ) نے اپنی کتاب جامع العلوم والحکم میں عبداللہ بن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے ابن عباس سے عزل کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے سورۃ المومنون کی یہ آیت پڑھی: ولقد خلقنا احسن الخالقین پھر فرمایا کہ جب تک یہ صفت جاری نہ ہو کوئی فرد پیدا ہو سکتا ہے۔(۷۸)

ابن قیم الجوزیہ (۷۵۱-۶۸۹/۱۲۹۱ء-۱۳۵۱ء) جو ایک حنبلی عالم تھے، عزل کا جواز نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وهو مذهب مالک والشافعی واهل الکوفة و جمهور اهل العلم

(یہی مذہب ہے امام مالک کا، امام شافعی کا، اہل کوفہ (حنیفہ) کا اور جمہور اہل علم کا)

انہوں نے تمام روایات عزل کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

''یہ حدیثیں جواز عزل کے بارے میں واضح ہیں اور دس صحابہ کرام سے اس کا جواز ملتا ہے جن میں علی، سعد بن ابی وقاص، ابوایوب انصاری، زید بن ثابت، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عباس، حسن بن علی، خباب بن ارت، ابوسعید خدری اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں۔(۷۹)

خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں انفرادی اجتہاد:

فیملی پلاننگ کے حوالے سے انفرادی سطح پر مختلف علماء کرام نے اجتہاد کیا اور ایسے اجتہاد کو حکومتی سرپرستی حاصل تھی۔ فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن آف پاکستان نے خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق علمائے دین کے افکار اور فتاویٰ کے عنوان سے دسمبر ۱۹۹۲ء مین اور پھر دوسری بار جون ۱۹۹۴ء میں ایک کتابچہ شائع کیا جس میں ۱۵ علماء کرام اور مفتیان عظام کی آراء اور فتوے شامل کیے گئے۔ ان میں بعض قدیم علماء اور بعض جدید اسکالر شامل ہیں۔ ان میں ابوالکلام آزاد، علامہ محمد اقبال اور بعض دیگر متجدد دین کے فتاویٰ شامل ہیں (۸۰) ڈاکٹر محمد سید طنطاوی مفتی عرب جمہوریہ مصر اور دیگر مصری مفتیوں کے فتوےٰ کو بھی الگ شائع کیا گیا۔(۸۱) مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی نے اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی میں اور پروفیسر رفیع اللہ شہاب نے بہبود آبادی کا اسلامی تصور میں بھی متعدد فتاوی شامل کئے ہیں۔ جو سبھی فیملی پلاننگ کے جواز میں ہیں۔

ابوحامد محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے عزل کے بارے میں تفصیلاً اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''احیاء علوم الدین'' میں لکھا ہے:

''عزل کے بارے میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں، کسی نے جائز کہا اور کسی نے مکروہ۔ یہ چار مذاہب ہیں۔

(۱) ہر حالت میں مطلقاً جائز ہے۔

(۲) ہر حالت میں مطلقاً حرام ہے۔

۳) عورت کی مرضی سے جائز ہے اور اس کی مرضی کے خلاف جائز نہیں ہے گویا اس قول والوں نے ایذا کو حرام قرار دیا، عزل کو نہیں۔

۴) بعض حضرات لونڈی سے عزل جائز قرار دیتے ہیں آزاد عورت سے نہیں۔ امام غزالیؒ کے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ یہ جائز ہے جہاں تک کراہیت کا تعلق ہے تو وہ نہی تحریمی، نہی تنزیہی اور ترک

فضیلت (تینوں) پر بولی جاتی ہے۔تو یہاں یہ تیسرے معنٰی میں ہے یعنی ترکِ فضیلت ہے۔۔۔۔۔۔ یہاں کراہت تحریمی یا تنزیہی نہیں اس لئے کہ نہی کو یا تو نص سے ثابت کیا جاتا ہے یا کسی منصوص پر قیاس کر کے ثابت کرتے ہیں۔ یہاں نہ تو کوئی نص ہے اور نہ ہی قیاس کی کوئی اصل ہے۔(۸۲)

حضرت شاہ اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے عزل سے متعلق حدیث نقل کرنے کے بعد حجتہ اللہ البالغہ میں لکھا ہے ''اس حدیث میں آپ نے عزل کے مکروہ ہونے کا اشارہ دیا ہے لیکن اس کو حرام نہیں قرار دیا۔عزل میں لواطت کی طرح تغیر خلق اللہ کے معنے نہیں پائے جاتے اور نہ ہی قطعاً تناسل سے روگردانی کرنا اس سے ثابت ہوتا ہے''۔(۸۳)

مولانا مفتی محمد شفیع نے عزل سے متعلق روایات نقل کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے'' ان دونوں قسم کی روایات جمع کرنے کے لئے علماء اہل تحقیق نے مختلف صورتیں بیان فرمائی ہیں۔،ان میں سب سے زیادہ واضح اور اسلم یہ ہے کہ روایت جذامہ کو کراہت پر محمول کیا جائے اور پچھلی سب روایتوں کو جواز پر ،اب ان سب روایات کے مجموعے سے یہ حاصل ہوگا کہ یہ عمل جائز تو ہے مگر مکروہ اور ناپسندیدہ''(۸۴)

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مفتی محمد شفیع کے انتہائی معتدل روّیے کے برعکس عزل سے متعلق احادیث نقل کرنے سے قبل ہی فرماتے ہیں ''مسلمانوں میں جو حضرات ضبط ولادت کے مؤید ہیں ان کو اپنی تائید میں قرآن مجید سے ایک لفظ بھی نہیں مل سکتا۔اس لئے وہ حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں اور بعض ایسی احادیث سے استدلال کرتے ہیں جن میں عزل کی اجازت دی گئی ہے''(۸۵)

اس سلسلے میں شاید مولانا مودودی کا موقف زیادہ سخت ہے اس لئے انہوں نے ان احادیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے ''اِن سب روایات کو پیشِ نظر رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس فعل کی اجازت نہ دی تھی بلکہ آپ اس کو عبث اور ناپسندیدہ فعل سمجھتے تھے اور آپ کے جن اصحاب کو تفقہ فی الدین کا مرتبہ حاصل تھا وہ بھی اس کو اچھی نظر سے نہ دیکھتے ہیں۔''(۸۶)

خاندانی منصوبہ بندی کے لئے قابل تسلیم اسباب:

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (۸۷) کے نزدیک ضبط ولادت کے شرعی عذر پانچ ہیں:

(۱) زچگی میں تکلیف (۲) مال کی قلت (۳) مسافرت

(۴) اولاد کی کثرت ۵۴) کنیز کی فروخت یا خدمت کرنے میں رکاوٹ

امام غزالی (م ۵۰۵ھ/۱۱۱۱ء) کے نزدیک عزل کا باعث پانچ قسم کی نیت ہو سکتی ہے:

(۱) لونڈیوں سے عزل کرنا اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسے آزادی کے استحقاق سے اپنی

ملکیت کو بچایا جائے۔

۲) عورت کے حسن اور موٹاپے کو باقی رکھنا تا کہ اس سے ہمیشہ نفع حاصل کر سکے۔

۳) اولاد کی کثرت کے باعث بہت زیادہ حرج کا خوف ہوتا ہے۔

۴) مادہ اولاد کے خوف سے عزل کرنا کیونکہ اس کا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ ان کی شادی کرنے میں عار ہوتی ہے یہ نیت فاسد ہے۔

۵) عورت خود انزال سے بچنا چاہتی ہے کیونکہ وہ اپنے آپ کو معزز سمجھتی ہے اور صفائی میں مبالغہ کرتی ہے نیز وہ دردِزہ، نفاس اور دودھ پلانے سے بچنا چاہتی ہے، یہ فاسد نیت ہے۔(۸۸)

اول الذکر تینوں صورتوں کو جائز اور موخر الذکر دونوں صورتوں میں عزل کو فاسد قرار دیا گیا ہے

مصر کے شیخ احمد الشرباصی (۸۹) ان جدید اہل علم میں سے ہیں، جنہوں نے منع کے معقول اسباب پر روشنی ڈالی ہے وہ کہتے ہیں کہ منع حمل مندرجہ ذیل حالات میں جائز ہے:

(۱) حمل کے دوران عورت کو آرام کا موقع فراہم کرنا۔

(۲) اگر میاں بیوی دونوں کے دونوں یا ان میں سے کسی ایک کو متعدی مرض ہے، جو ہونے والے بچے کو وراثت میں منتقل ہو سکتا ہے۔

(۳) عورت کی صحت کی حفاظت مقصود ہو۔ مثلاً اگر عورت پہلے ہی سے شیر خوار بچے کو دودھ پلا رہی ہے تو استقرارِ حمل اس کے اور اس کے بچے دونوں کے لئے مضر ہوگا۔

(۴) اگر شوہر کے معاشی وسائل مزید بچوں کی کفالت کے لئے ناکافی ہوں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے مطابق پانچ اسباب ہیں جن کی وجہ سے منصوبہ بندی جائز ہے:

۱۔ کثرت تولد کی وجہ سے عورت کی جان خطرے میں پڑنے کا خطرہ ہو تو اس صورت میں ضبط تولید جائز ہے۔

۲۔ اگر بچے کی جان کا خطرہ ہو یعنی بعض اوقات زیادہ بچے پیدا ہو جانے کی وجہ سے ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے مرنے کا خطرہ ہو اور ڈاکٹر مزید بچوں کی پیدائش کے لئے منع کریں تو ایسی صورت میں منصوبہ بندی جائز ہے۔

۳۔ اگر عورت کی صحت کو خطرہ لاحق ہو کہ عورت کی صحت بچے کی پیدائش سے مسلسل گر جائے گی عورت بیمار رہنے لگے گی اور شفایابی مشکل ہو جائے گی اور اس کی وجہ کثرت تولد ہو تو اس صورت حال میں منصوبہ بندی جائز ہے۔

۴۔ اگر اولاد کی صحت کا مسئلہ ہو کہ پیدا ہونے والا بچہ صحت مند اور توانا نہیں ہوگا اور مستقل بیمار

رہے گا تو ایسی صورت میں بھی منصوبہ بندی جائز ہے۔

۵۔ اگر کسی شخص کے معاشی حالات ابتر ہوں اور وہ یقین کی حد تک محسوس کرے کہ میرے وسائل اس قدر نہیں اور اتنی اولاد ہوئی تو ان کی کفالت حرام کے طریقے سے کرے گا یعنی اگر اولاد کی کثرت او رذمہ داریوں کا بوجھ اتنا زیادہ ہو جانے کی وجہ سے جائز اور حلال وسائل کفیل نہ ہوں اور وہ اپنے بچوں کی کفالت کے لئے رشوت اور غبن کرے گا، بدیانتی کرے گا، ناجائز کمیشن لے گا اور بڑھتی ہوئی ضروریات واخراجات کو پورا کرنے کے لئے حرام رزق گھر میں آنے لگے گا، ایسی صورت میں منصوبہ بندی جائز ہے تو ایسی صورت میں اس کا دین گیا اور اس کا حلال رزق گیا۔ اس لئے ان پانچ صورتوں میں منصوبہ بندی جائز ہے تا کہ اس شخص کا دین محفوظ رہے عورت یا بچے کی جان محفوظ رہے۔ عورت یا بچے کی صحت محفوظ رہے بہت سے ائمہ کا فتویٰ ہے کہ اگر خطرہ ہو کہ کثرت اولاد کو حلال رزق کھلانا ممکن نہیں تو منصوبہ بندی جائز ہے۔(۹۰)

ڈاکٹر عبدالواحد(۹۱) کے مطابق خاص خاص ضرورتوں کے ماتحت شخصی وانفرادی طور پر منع حمل(Contracetption) جائز ہے مثلاً:

(۱) عورت اتنی کمزور ہے کہ بارِ حمل کا تحمل نہیں کر سکتی۔

(۲) عورت کسی دور دراز کے سفر میں ہے۔

(۳) کسی ایسے مقام پر ہے جہاں قیام وقرار کا امکان نہیں بلکہ خطرہ لاحق ہے۔

(۴) زوجین کے باہمی تعلقات ہموار نہیں اور علیحدگی کا قصد ہے۔

پروفیسر محمد رفیق(۹۲) کے نزدیک فیملی پلاننگ کی جوازیت کے اسباب درج ذیل ہیں:

۱۔ عورت کی جان کو خطرہ ۲۔ بچے کی جان کو خطرہ ۳۔ عورت کی صحت کو خطرہ

۴۔ اولاد کی صحت کو خطرہ ۵۔ معاشی حالات کی ابتری

غلام رسول سعیدی(۹۳) نے انفرادی طور پر ان صورتوں میں بھی ضبط ولادت کو جائز قرار دیا ہے:

۱۔ اگر مسلسل پیدائش سے بچوں کی تربیت اور نگہداشت میں حرج کا خدشہ ہو تو وقفے سے پیدائش کے لئے ضبط ولادت جائز ہے کیونکہ جب گھر میں صرف ایک عورت ہو اور نو دس ماہ بعد دوسرا بچہ آجائے تو اس کے لئے دونوں بچوں کو سنبھالنا مشکل ہوتا ہے۔

۲۔ حمل اور وضع حمل کے وقفوں کے دوران بعض صورتوں میں انسان اپنی خواہش پوری نہیں کر سکتا۔

اس لئے زیادہ عرصہ تک بیوی سے جنسی خواہش پوری کرنے کی نیت سے ضبط تولید کرنا جائز ہے۔

۳۔ اگر کوئی شخص عورت سے محبت کی وجہ سے اس کو ایام حمل، دردزہ اور زچگی کی تکالیف سے بچانا چاہتا ہو، تو یہ جائز ہے۔

۴۔ زیادہ بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی خاطر انسان کو آمدنی کے لئے زیادہ محنت و مشقت کرنی پڑتی ہے۔ انسان دوہری تہری نوکریاں اور اور ٹائم (Over Time) کرتا ہے اور بسا اوقات ناجائز وسیلوں کو بھی اختیار کرتا ہے۔ اپنے آپ کو اس محنت و مشقت سے بچانے اور بار معیشت کو کم کرنے کے لئے یہ عمل جائز ہے کیونکہ جس قدر آمدنی کے لئے مشقت کم ہوگی وہ اتنا ہی عبادت کے لئے فارغ ہوگا۔

کن صورتوں میں فیملی پلاننگ جائز نہیں:

مندرجہ ذیل صورتوں میں فیملی پلاننگ جائز نہیں ہے۔

۱۔ اگر کوئی شخص خشیۃ املاق (رزق کی تنگی) کے باعث مانعِ حمل طریقے اختیار کرے تو یہ ہرگز جائز نہیں، کیونکہ اس کی حرمت قرآن مجید سے ثابت ہے۔

۲۔ اگر کسی جوڑے کے ہاں صرف لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں تو محض لڑکیوں کی پیدائش سے احتراز کے لئے ضبط ولادت جائز نہیں ہوگی کیونکہ زمانۂ جاہلیت کے عرب لڑکیوں کی تزویج میں مشقت اور عار سمجھتے تھے اور انہیں زندہ درگور کر دیتے تھے۔ اس کی واضح طور پر قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں مذمت کی گئی ہے۔

۳۔ قابل تنسیخ طریقوں سے ضبطِ ولادت خاوند اور بیوی باہمی مشاورت سے کر سکتے ہیں۔ لیکن ناقابلِ تنسیخ طریقوں میں نس بندی (Vasetomy) بالکل جائز نہیں کیونکہ مرد کو اپنی مردانہ صلاحیت ختم کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے دریافت کرنے پر کہ کیا ہم خصی ہو جائیں، آپ نے ایسا کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ (۹۴)

۴۔ عورت بھی عام صورت میں نل بندی نہ کروائے البتہ یہ عمل ایسی خاتون کے لئے جائز ہوگا جس کے ہاں بچوں کی ولادت آپریشن کے ذریعے ہوتی ہے یا پھر ڈاکٹر نے طبی وجوہ کی بناء پر مزید بچے پیدا کرنے سے منع کیا ہو کیونکہ ایسی صورت میں اس کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔ اگر عورت کے تولیدی اعضاء میں کوئی ایسی بیماری پیدا ہو جائے کہ انہیں جسم سے الگ کر دینا لازم ہو تو بھی اسے بچے پیدا کرنے کی صلاحیت سے مستقل طور پر محروم کیا جا سکتا ہے۔

۵۔ استقرارِ حمل سے قبل فیملی پلاننگ کے ناقابل تنسیخ طریقے استعمال میں لائے جاسکتے ہیں لیکن اس کے بعد ایسا کرنا مستحسن نہیں۔ البتہ اگر طبی معائنہ کے ذریعے بچے میں کوئی خلقی عیب ہو یا کوئی موروثی مرض ہو تو ۱۲۰ ایام کے اندر کسی ماہر لیڈی ڈاکٹر سے اسقاط حمل کرانا جائز ہے لیکن اس سے زیادہ عمر کے ایمبریو کو ضائع کرنا جائز نہیں ہے۔

۶۔ خاندانی منصوبہ بندی کو کسی عام قانون کے ذریعے جبراً لاگو کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ مفتی محمد شفیع صاحب نے لکھا ہے ''ضبط تولید کو قومی حیثیت سے رواج دینا اور اس کو دُنیا کی فلاح ونجات کا ذریعہ قرار دینا نظام ربوبیت میں بیجا مداخلت تعلیماتِ سُنت کا مقابلہ ہے، جو کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا''(۹۵)

حوالہ جات

۱- Webster's Encyclopaedic Unabridged Dictionary of teh English Language(Gramercy Books, 1989) P.514

۲- فیملی پلاننگ اور اسلام (اسلام آباد: نیشنل ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ فاؤنڈیشن) ص ۲

۳- پھلواروی، مولانا الحاج شاہ محمد جعفر۔ اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی (لاہور: فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن آف پاکستان، 2001ء) ص ۹

۴- Websters' Encyclopaedic Unabridged Dictionary of the English Language, P. 1101

۵- Ibid, P.151

۶- عبدالواحد، ڈاکٹر "اسلام اور ضبطِ ولادت" سہ ماہی "منہاج" لاہور، اکتوبر 1994ء جلد ۲، شمارہ ۴، ص ۱۲۷

۷- Musallam, B.F., Sex and Society in Islam (Cambrige University Press, 1983) P.vii

۸- Anees, Munawar Ahmad, Islam and Biological Future (London: Mansell Publishing Ltd., 1989.) P.86-87

۹- مودودی سیّد ابوالاعلیٰ۔ اسلام اور ضبطِ ولادت (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، 2002ء) ص ۱۳، ۱۴

۱۰- حوالہ سابق، ص ۱۴

۱۱- حوالہ سابق، ص ۱۵

۱۲- عبدالواحد، ڈاکٹر، اسلام اور ضبطِ ولادت، حوالہ مذکور، ص ۱۲۷، ۱۲۸

۱۳ سرور، ملک احمد وسلیمانی، حکیم عبدالوحید۔ خاندانی منصوبہ بندی (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، ۲۰۰۰ء) ص ۶۱

۱۴- عبدالوحد، ڈاکٹر۔ اسلام اور ضبط ولادت، حوالہ مذکور۔ ص ۱۲۸

۱۵- ابراہیم، ابوالحسن محسن، جدید حیاتیاتی علوم اور اسلام، اُردو ترجمہ اسرار احمد خان (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1991ء) ص ۶۶

۱۶- حوالہ سابق، ص ۵۷، ۵۸

۱۷- مجدالدین محمد جزری، علامہ۔ النہایہ (مؤسسۃ مطبوعاتی ایران، ۱۳۶۴ھ) جلد ۳، ص ۲۳

۱۸- عینی، بدرالدین محمود بن احمد، عمدۃ القاری (ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ) جلد ۲۰، ص ۱۹۴

۱۹- Anees, Munawar Ahmad, Islam and Biological Future,P.108

۲۰- Ibid, P.116

۲۱- Ibid

۲۲- Ibid, P. 89

۲۳ Ibid

۲۴ خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق افواہیں اور غلط فہمیاں (لاہور ریجن: فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن آف پاکستان) ص ۷

۲۵- Anees, Islam and Biological Future, op. cit. ,P. 90

۲۶- Ibid,P. 89

۲۷- Ibid, pp. 90-91

۲۸- Ibid, P.95

۲۹- ابراہیم، ابوالحسن، جدید حیاتیاتی علوم اور اسلام، ص ۵۹

۳۰- Anees, Islam and Biological Future, P.95

۳۱- Ibid,P.94

۳۲- رازی، فخر الدین محمد بن عمر ۔تفسیر کبیر، جلد ۲، ص ۳۵۴

۳۳- الجصاص، ابوبکر احمد بن علی ۔احکام القرآن (بیروت: دار الکتاب العزلی، ۱۳۴۵ھ) جلد ا، ص ۵۳۵

۳۴- فاطمی، سید قدرۃ اللہ ۔خاندانی منصوبہ بندی کا قرآنی تصور (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۴۷ء) ص ۲۶۔۲۷

۳۵- الازہری، پیر محمد کرم شاہ ۔ضیاء القرآن (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز) جلد اول، ص ۱۵۴

۳۶- حوالہ مزکور، جلد ا، ص ۳۱۸

۳۷- فاطمی، سید قدرۃ اللہ ۔خاندانی منصوبہ بندی کا قرآنی تصور) ص ۹

۳۸- مودودی، سید ابوالاعلیٰ ۔اسلام اور ضبط ولادت، ص ۲۴

۳۹- محمد شفیع، مفتی و عثمانی، محمد تقی ۔ضبط ولادت کی عقلی حیثیت (کراچی: دارالاشاعت، ۲۰۰۲ء) ص ۱۶۵۔۶۷

۴۰- ابراہیم، ابوالحسن محسن، جدید حیاتیاتی علوم اور اسلام ۔ص ۴۷

۴۱- سعیدی، غلام رسول، شرح صحیح مسلم (لاہور: فرید بک سٹال، ۲۰۰۲ء) جلد ۳، ص ۸۷۹

۴۲- عبدالحکیم، خلیفہ، ڈاکٹر ''اسلام اور ضبط ولادت'' تحدید نسل مرتبہ مولانا شاہ محمد جعفر پھلواری (لاہور: ادارۂ ثقافت اسلامیہ ۱۹۵۹ء) ص ۴۔۷

۴۳- صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب ۱۲۶ (العزل) رقم الحدیث ۱۹۱۔ یہی حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے صرف ''النبی'' کی جگہ ''رسول اللّٰہ'' روایت میں نقل کیا گیا ہے ملاحظہ ہو صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب ۴۵۹ (حکم العزل) رقم الحدیث ۳۴۵۶

۴۴- صحیح البخاری، کتاب النکاح۔ باب ۱۲۶ (العزل) رقم الحدیث ۱۹۲/ ترمذی شریف، ابواب النکاح۔ باب ماجآء فی العزل

۴۵- صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب ۴۵۹ (حکم العزل) رقم الحدیث ۳۴۵۷/ صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب ۱۲۶، رقم الحدیث ۱۹۳

۴۶- صحیح مسلم، کتاب النکاح، رقم الحدیث ۳۴۵۵۔

۴۷- حوالہ سابق، رقم الحدیث ۳۴۴۰/ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب العزل، رقم الحدیث ۱۹۳

۴۸- حوالہ سابق، رقم الحدیث ۳۴۵۰

۴۹- حوالہ سابق، رقم الحدیث ۳۴۵۲

۵۰- حوالہ سابق، رقم الحدیث ۳۴۵۳

۵۱- مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب المباشرۃ، الفصل الثالث، رقم الحدیث ۳۰۵۰

۲۵- صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب حکم العزل، رقم الحدیث ۳۴۶۳

۵۳- حوالہ سابق، رقم الحدیث ۳۴۴۹

۵۴- الطحاوی، ابوجعفر محمد بن احمد۔ شرح معانی الآثار، اُردو ترجمہ (لاہور: قانونی کتب خانہ) جلد ۳، ص ۴۸

۵۵- ترمذی شریف۔ ابواب النکاح، باب ماجآء فی العزل، جلد اول، ص ۷۴

۵۶- صحیح مسلم، کتاب النکاح، رقم الحدیث، ۳۴۶۱

۵۵- الف) حوالہ سابق، رقم الحدیث ۳۴۴۹

۵۶- ب) ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری (ریاض: المکتبہ السّلفیہ، س.ن) جز ۹، ص ۹۔۳

۵۷- الطحاوی، ابوجعفر بن احمد۔ شرح معانی الآثار مع اُردو ترجمہ، جلد ۳، ص ۴۴

۵۸ حوالہ سابق

۵۹- ابن الہمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیوسی۔ فتح القدیر للعاجز الفقیر (لکھنؤ: نولکشور پریس، ۱۳۰۳ھ/1886ء) جلد ۲، ص ۱۶۔

۶۰- الشوکانی، محمد بن علی بن محمد۔ نیل الاوطار (قاہرہ: مکتبہ دارلترات، س۔ن) جلد ۶، ص ۲۱۱۔۲۱۰

۶۱- ابن قدامہ، ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد۔ المغنی (مصر: طبع ثالث، ۱۳۶۷ھ) ۷: ۲۲

۶۲- مصنف عبدالرزاق، ۷: ۱۳۶

۶۳- المحلی ۱۰: ۷۱

۶۴- محمد شفیع، مفتی۔ ضبط ولادت کی شرعی حیثیت، ص ۱۸

۶۵- ابن قدامہ، المغنی، ۷: ۲۳

۶۶- موطا امام محمد، کتاب النکاح، باب ۲۳۷ (العزل)، رقم الحدیث ۵۴۷ (۱:۲۳۷)

۶۷- حوالہ سابق، رقم الحدیث ۵۴۸ (۲:۲۳۷)

۶۸- حوالہ سابق، رقم الحدیث ۵۴۹ (۳:۲۳۷)

۶۹- امام مالک بن انس۔ الموطأ، کتاب النکاح (لاہور: مطبع مجتبائی پاکستان) ص ۵۳۳

۷۰- باجی مالکی اندلسی۔ المنتقی (بیروت: دار الفکر العربی) جلد ۴، ص ۱۴۳

۷۱- موطا امام محمد، اُردو ترجمہ حافظ نذر محمد (لاہور: پاک مسلم اکادمی، ۱۹۸۳ء) ص ۲۸۳

۷۲- الکاسانی، بدائع الصنائع (مصر: ۱۳۲۳ھ) جلد ۲، ص ۳۳۴

۷۳- مرغینانی۔ ہدایہ مع فتح القدیر (سکھر: مکتبہ نوریہ رضویہ) جلد ۸، ص ۴۷۲۔۴۷۳

۷۴- امام نووی، انور کریا یحییٰ بن شرف۔ صحیح مسلم مع نووی، کتاب النکاح، باب حکم العزل، جلد ۳، ص ۶۱۲

۷۵- ابن حجر عسقلانی۔ فتح الباری (لاہور: دار نشر الکتب الاسلامیہ ۱۴۰۱ھ) جلد ۹، ص ۳۱۔

۷۶- ابن قدامہ۔ المغنی، جزء ۷، ص ۲۳۔۲۴

۷۷- حوالہ سابق، جزء ۷، ص ۲۲۶۔۲۲۷

۷۸- پھلواروی، اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی، ص ۸۶

۷۹- ابن قیم۔ زاد المعاد فی ھدی خیر العباد (کانپور: مطبع نظامی، ۱۲۹۸ھ) جلد ۲، ص ۱۸

۸۰- خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق علماء کے افکار اور فتاوٰی (لاہور: فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن آف پاکستان، ۱۹۹۴ء)

۸۱- طنطاوی ڈاکٹر محمد سید۔ بہبود آبادی کی منصوبہ بندی اور اس کے متعلق دین کا نقطۂ نظر (حکومت پاکستان: وزارت اطلاعات، س۔ن)

۸۲- غزالی، ابو حامد محمد بن محمد۔ احیاء علوم الدین، مترجم مولانا محمد صدیق ہزاروی (لاہور: پروگریسیو بکس) ص ۱۲۸۔۱۲۹

۸۳- شاہ اللہ محدث دہلوی۔ حجۃ اللہ البالغہ، اُردو ترجمہ مولانا عبدالرحیم (لاہور: قومی کتب خانہ، ۱۹۸۳) ص ۵۵۸

۸۴- محمد شفیع مفتی ومولانا محمد تقی عثمانی۔ضبط ولادت کی شرعی حیثیت، ص ۱۸

۸۵- مودودی، سید ابوالاعلیٰ۔ اسلام اور ضبطِ ولادت، ص ۱۰۴

۸۶- حوالہ سابق، ص ۱۰۷

۸۷- فیاض احمد فیاض۔ شادی کا انسائیکلوپیڈیا (لاہور: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز ۲۰۰۳ء) ص ۳۱۷

۸۸- غزالی، احیاء علوم الدین، اُردو ترجمہ، جلد ۲، ص ۱۳۰۔۱۳۱

۸۹- ابراہیم، ابوالحسن محسن۔ جدید حیاتیاتی علوم اور اسلام۔ ص ۵۴

۹۰- عصر حاضر کے جدید مسائل اور پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری (اسلام آباد: انسٹنٹ پرنٹ سسٹم) ص ۵۴۔۵۵

۹۱- عبدالواحد، ڈاکٹر۔ اسلام اور ضبط ولادت، حوالہ مذکور، ص ۱۳۱

۹۲- محمد رفیق، پروفیسر۔ جنسی سیلاب اور مسلم شباب (لاہور: المدینہ پبلی کیشنز ۱۹۹۷ء) ص ۱۴۶۔۱۴۷

۹۳- سعیدی، شرح صحیح مسلم، جلد ۳، ص ۸۸۷۔۸۸۸

۹۴- صحیح مسلم، کتاب النکاح

۹۵- محمد شفیع، مفتی ومولانا محمد تقی عثمانی۔ ضبط ولادت کی عقلی وشرعی حیثیت، ص ۲۳